ایاتھا ۵۰ — سورۃ المرسلٰت مکیۃ ۷۷ — رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾
فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا
تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَ
اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾
لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ
نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾

"(ان ہواؤں کی) قسم جو پے درپے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر ان کی (قسم) جو تند و تیز ہیں۔ اور ان کی قسم جو بادلوں کو پھیلانے والی ہیں۔ پھر ان کی جو بادلوں کو پارہ پارہ کرنے والی ہیں۔ پھر ان کی جو (دلوں میں) ذکر کا القاء کرنے والی ہیں۔ حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ بے شک جس بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ پس اس وقت جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ (خاک بنا کر) اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا۔ (تمہیں علم ہے) کس دن کے لیے یہ ملتوی کیا گیا ہے فیصلہ کے دن کے لیے۔ (اے مخاطب!) تجھے کیا علم کہ فیصلے کا دن کیسا ہے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے ہلاک نہیں کر دیا جو ان سے پہلے تھے۔ پھر ہم ان کے پیچھے پیچھے بھیج دیں گے بعد میں آنے والوں کو۔ گناہ گاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ مرسلات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے مقام پر ایک غار میں تھے کہ اس وقت آپ پر سورۂ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ نازل ہوئی۔ پس آپ ﷺ اس کی تلاوت فرمانے لگے اور میں اسے آپ کے دہن مبارک سے توجہ کے ساتھ سننے لگا۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ اس سے تر تھا کہ اچانک آپ پر ایک سانپ جھپٹ پڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ماردو۔ تو ہم جلدی سے اس کی طرف بڑھے لیکن وہ دوڑ گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تمہارے شر سے بچالیا گیا ہے جیسا کہ تمہیں اس کے شر سے بچالیا گیا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ والمرسلات عرفا لیلة الحیة کو نازل ہوئی۔ لوگوں نے پوچھا: لیلة الحیة کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک سانپ نکلا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ تو وہ بل میں چھپ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہاری تکلیف سے بچالیا جیسے اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ غار میں تھے۔ تو آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ سو میں نے آپ ﷺ کے دہن مبارک سے اسے حاصل کیا ہے۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ مبارک اس سے تر تھا۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ کون سی آیت پر اس کا اختتام ہوا۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝ پر یا کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ۝ پر۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ام فضل نے انہیں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ پڑھتے ہوئے سنا۔ تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! تو نے مجھے اپنی قرأت کے ساتھ یہ سورت یاد دلا دی ہے۔ بے شک یہ وہ آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنی۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عبدالعزیز ابی سکین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ او، آہستہ قرأت کے ساتھ سورۂ مرسلات، نازعات، عم یتساءلون اور ان جیسی سورتیں پڑھیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد وہ ملائکہ ہیں جو نیکی اور معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت مسروق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ ملائکہ کی صفت ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1879 (4647)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 150 (462/173)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 362 (2776)، مکتبۃ المعارف الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3886)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوائیں آٹھ ہیں۔ ان میں چار عذاب کی ہیں اور چار رحمت کی ہیں۔ جو ہوائیں عذاب سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: عاصف، صرصر، عقیم اور قاصف۔ اور جو رحمت سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: ناشرات، مبشرات، مرسلات اور ذاریات۔ پس اللہ تعالیٰ مرسلات کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ پھر مبشرات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔ پھر ذاریات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اور وہ اس طرح بھرے ہوتے ہیں جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی کا ہوانہ (کھیری) بھرا ہوتا ہے۔ پھر وہ بارش برساتی ہیں۔ اور یہی لواقح ہیں۔ پھر وہ ناشرات کو بھیجتا ہے اور وہ اسے وہاں تک پھیلا دیتی ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العبیدین رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیا ہے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پوچھا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر سوال کیا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پڑھا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ تو آپ نے فرمایا (یہ) تجھے کافی ہے۔(1)

امام ابن راہویہ، ابن منذر، عبد بن حمید، بیہقی نے الشعب میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن عرعرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور عرض کی فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ ہوائیں ہیں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا یہ بھی ملائکہ کی صفت ہے کہ انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ اور فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا۝ فرمایا۔ ملائکہ اتر کر (دلوں میں ذکر کا القا کرتے ہیں)۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فرمایا: یہ فرشتے ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فرمایا: یہ بھی فرشتے ہیں جنہوں نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا اور فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا فرمایا: یہ ملائکہ بالتنزیل ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ یہ تینوں ہوا کی صفات ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ یہ ہوا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ فرمایا یہ بھی ہوا ہے۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا اس سے مراد قرآن کریم ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 74-73-271، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3887)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 76-75-73-271　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 74-73-271

Marfat.com

marfat.com

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا۝ فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو رسولوں پر ذکر القا کرتے ہیں۔ اور پھر رسول یہی ذکر بنی آدم پر القا کرتے ہیں حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی مخلوق کے لیے اتمام حجت اور ڈراوا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ تمام کی تمام پانچوں صفات ملائکہ کی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ میں مراد ملائکہ ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن شیخ نے العظمہ میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ سے مراد رسول ہیں جنہیں معروف اور نیکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ فرمایا: یہ ہوا کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ فرمایا: مراد بارش ہے۔ اور فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا: مراد رسل علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو بھلائیوں اور احسانوں کے ساتھ آتے ہیں۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ فرمایا: مراد تیز چلنے والی ہوا ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو کتب پھیلاتے ہیں۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا۝ فرمایا: مراد ملائکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجت تمام کرنے کے لیے قرآن کریم اور کتاب لے کر آتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈرانے کے لیے لوگوں کی طرف آتے ہیں اور لوگوں سے مراد وہ رسول ہیں جو اتمام حجت بھی کرتے ہیں اور ڈراتے بھی ہیں۔

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ قرآن تفخیم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ عمار بن عبد الملک نے کہا: كَهَيْئَتِهٖ، عُذْرًا وَّنُذْرًا، الصَّدَفَيْنِ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور انہیں کے مشابہ الفاظ قرآن میں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ۝ کا معنی ہے کہ ستارے مٹ جائیں گے اور ان کا نور جاتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اُقِّتَتْ۝ کا معنی ہے وعدت یعنی جب کہ رسولوں سے وعدہ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اُقِّتَتْ۝ کا معنی ہے اُجِلَت۔ یعنی جب کہ رسولوں کے لیے وقت مقرر کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 379 (3442-43)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے جمعت۔ یعنی جب کہ رسولوں کو جمع کیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق انہیں جنت اور جہنم کی طرف بھیجنے کا فیصلہ فرمائے گا۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ فرمایا: اس کے ساتھ وہ انہیں نصیحت فرما رہا ہے۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ فرمایا ان کے لیے ہلاکت ہے۔ قسم بخدا! جھٹلانے والوں کے لیے طویل ہلاکت ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس میں اہل جہنم کی پیپ بہے گی۔ پس جھٹلانے والوں کے لیے وہ جائے قرار بنائی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ
شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ
كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا
يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29 صفحہ 277، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29 صفحہ 278

marfat.com
Marfat.com

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

''کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔ پھر ہم نے رکھ دیا اسے ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں۔ ایک معین مدت تک۔ پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا، پس ہم کتنے بہتر اندازہ ٹھہرانے والے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔ (تمہارے) زندوں اور مردوں کو۔ اور ہم نے ہی بنا دیئے اس میں خوب جمے ہوئے اونچے پہاڑ اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ (انہیں حکم ملے گا) چلو اس (آگ) کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے۔ وہ جہنم پھینک رہی ہوگی بڑے بڑے انگارے جیسے محل۔ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں نہ وہ بول سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ وہ کچھ عذر پیش کریں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے کافرو!) یہ فیصلے کا دن ہے، (جس میں) ہم نے تمہیں اور اگلوں کو جمع کر دیا ہے۔ پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کرو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ بے شک پرہیزگار (اللہ کی رحمت کے) سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور (ان) پھلوں میں ہوں گے جن کو وہ پسند کریں گے۔ (انہیں کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔ ہم یونہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے منکرو!) اب کھا لو اور عیش کر لو تھوڑا سا وقت، بے شک تم مجرم ہو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ اور (آج) جب ان سے کہا جاتا ہے اپنے رب کے سامنے جھکو تو نہیں جھکتے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ آخر کس بات پر وہ اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کا معنی ضعیف اور کمزور ہے۔ یعنی کیا ہم نے تمہیں ضعیف اور حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے یعنی اس پانی سے جو محل محفوظ میں ضعیف اور کمزور ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ کے تحت فرمایا: پس ہم مالک ہیں اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے پس ہم نے پیدا کیا اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کِفَاتًا کا معنی ہے چھپانا، حفاظت کرنا۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ زمین انہیں چھپاتی ہے درآنحالیکہ وہ مردہ ہوں اور حفاظت کرتی ہے جب وہ زندہ ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جوں پکڑی اور اسے مسجد میں دفن کر دیا اور پھر مذکورہ آیت پڑھی۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمین مردے کو چھپا لیتی ہے اور اس کی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ اور اَحْيَآءً کے تحت کہا ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر میں ہوتا ہے اور اس کے اعمال میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا (تو اس طرح زمین گھر میں زندوں کی حفاظت کرتی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَوَاسِیَ کا معنی ہے پہاڑ اور شٰمِخٰتٍ کا معنی ہے بلند و بالا، اونچے اونچے۔ اور فُرَاتًا کا معنی ہے میٹھا، شیریں اور بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کے بارے فرمایا: ایسے انگارے جو عظیم محل کی طرح ہوں گے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کا مفہوم ہے (ایسے اونٹ) جو رنگ میں خاص تانبے کی طرح ہوں گے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔(6)

عبدالرزاق نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ اس ارشاد کی طرح ہے نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (الکہف: 29) اور سرادق سے مراد دھواں ہے، یعنی آگ کا دھواں۔ پس اس کے دھویں نے انہیں گھیر لیا پھر وہ متفرق ہوا اور اس کی تین شاخیں ہوگئیں۔ ایک شاخ یہاں، ایک شاخ وہاں اور ایک اور شاخ وہاں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(8)

امام عبدالرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عابس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 281 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-84-282 6۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 283
7۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 380 (3445)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 283

marfat.com
Marfat.com

کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ان سے اس ارشاد گرامی کے بارے سوال کیا جا رہا تھا: اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ تو انہوں نے فرمایا: ہم محل (خیمے) کی لکڑیوں کو تین ذراع یا اس سے کم بلند کرتے تھے۔ پس ہم موسم سرما کے لیے اسے اٹھا دیتے اور اسے قصر کا نام دیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے سنا۔ آپ سے قول باری تعالیٰ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کشتیوں کی رسیاں ہیں کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اوساط الرجال (طاقت ور اور شریف لوگوں) کی طرح (مضبوط) ہو جاتی ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ میں قاف اور صاد کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرمایا: اس سے مراد کھجور کے تنے ہیں۔ اور آپ جِمٰلَتٌ میں جیم کو ضمہ (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے۔(2)

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کا معنی ہے درختوں کی جڑوں کی طرح۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے ''اُقْصُرُوْا لَنَا الْحَطَبَ'' ہمارے لیے لکڑیاں کاٹ لاؤ۔ تو وہ ایک اور دو ہاتھ کی مقدار پر کاٹی جاتی تھیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کے تحت فرمایا کہ یہ (انگارے) درختوں اور پہاڑوں کی طرح نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ شہروں اور قلعوں کی طرح ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قصر سے مراد محل ہے۔ اور جمالات صفر سے مراد زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صفر سے مراد سیاہ ہے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ کے تحت انہوں نے کہا: کہ وہ بیل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پہاڑ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ کا معنی ہے کھجور کے تنے کی مثل۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے فرمایا: كَالْقَصْرِ سے مراد بڑے بڑے درختوں کی جڑیں ہیں، گویا کہ وہ زرد اونٹوں کے اجواز ہیں۔ ابن جریر نے فرمایا ہر شے کا وسط جوزہ کہلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے كَالْقَصْرِ کو صاد کی جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور فرمایا اس سے مراد موٹی لکڑی ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-284، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-285
3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 280 (11459)، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 285
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ گویا کہ وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ آپ کہتے ہیں گویا وہ تانبے کے ٹکڑے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کا گٹھا (جھنڈ) اور کھجور کے درخت کے (تنے کے) ٹکڑے ہیں۔ اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا کہ مراد پلوں کے پہاڑ ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کے تنے اور کھجور کے تنے ہیں اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے تحت فرمایا: گویا وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ یہ پڑھتے تھے كَالْقَصْرِ اور فرماتے: جیسا کہ چھوٹنے والی کھجور کا ٹکڑا اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا: گویا وہ لمبی ٹانگوں والے جوان اونٹ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ نے اس ارشاد ربانی میں غور فرمایا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۙ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قیامت کا دن وہ دن ہے جس میں کئی حالات ہوں گے۔ کسی حال میں وہ نہیں بول سکیں گے اور کسی حالت میں گفتگو پر قادر ہوں گے اور کسی حال میں وہ عذر پیش کریں گے۔ میں بالیقین تمہیں وہی کچھ بتاؤں گا جو کچھ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بادل کے سائے میں جبار مطلق نزول فرمائے گا اور ہر امت تین حجابوں میں دو زانو بیٹھی ہوگی اور ہر حجاب کی مسافت پچاس ہزار برس ہوگی۔ ایک حجاب نور کا ہوگا، ایک حجاب ظلمت کا اور ایک حجاب پانی کا ہوگا۔ اس وجہ سے وہ دکھائی نہیں دے گا۔ تو اس کے سبب وہ پانی کو حکم دے گا تو وہ اس ظلمت میں لوٹ جائے گا۔ اور کوئی نفس اس قول کو نہیں سن سکے گا مگر یہ کہ وہ مٹ جائے گا۔ لہٰذا اس وقت وہ نہیں بول سکیں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان ارشادات ربانیہ کے بارے پوچھا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ۔ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ) وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات) هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ (الحاقہ) یہ سب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! کیا مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے سوال کیا؟ نافع نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ اگر تو کسی سے سوال کرتا تو تو ہلاک ہو جاتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا: وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج) حضرت نافع نے کہا: ہاں ٹھیک ہے۔ تو آپ نے فرمایا: دنوں میں سے ہر دن کی مقدار کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 286، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 288

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 87-285　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 86-285

marfat.com

Marfat.com

مختلف احوال میں سے ایک حالت اور ایک رنگ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:4) کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس کے بارے تم سوال کر رہے ہو کیا میں تمہیں اس سے بھی سخت اور شدید کے بارے خبر نہ دوں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور ذکر کیا لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ (الرحمٰن) فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر) اور هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ایک دن میں بہت سے ایام ہیں اور اللہ ان میں سے جو چاہے گا وہ کرے گا۔ اور انہی میں سے ایک دن وہ ہے جس میں وہ بول نہیں سکیں گے۔ يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ اور انہی میں سے ایک دن عبوسا قمطریرا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق اور عطیہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عباس! رضی اللہ عنہما ہمیں ان ارشادات ربانیہ کے متعلق کچھ بتایئے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ اور ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر) وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام:23) اور وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (النساء) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے ابن ازرق! تیری ہلاکت ہو! بے شک وہ دن بہت طویل ہے اور اس میں کئی مواقف ہیں جن پر تو آئے گا۔ ان میں ایک ساعت ہے جس میں وہ نہیں بول سکیں گے۔ پھر انہیں اجازت دی جائے گی اور وہ جھگڑنے لگیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وہ ٹھہرے رہیں گے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے اور خوب کوشش کریں گے۔ اور جب وہ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے اعضاء کو (بولنے) کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ ان کے ان اعمال پر شہادت دیں گے جو ان کے ساتھ انہوں نے کیے ہوں گے۔ پھر ان کی زبانیں بولیں گی اور ان کی ذاتوں کے خلاف ان اعمال کی شہادت دیں گی جو اعمال انہوں نے کیے۔ فرمایا: اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابوعبداللہ جدلی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں بیت المقدس آیا۔ وہاں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہم بیت المقدس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا، لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے۔ اور نظر ان سے پار گزر جائے گی (یعنی ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگ دیکھے جا سکیں گے) اور بلانے والا انہیں اپنی آواز سنا سکے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ آج کے دن کوئی جبر وظلم کرنے والا مجھ سے نجات نہیں پا سکے گا اور نہ ہی سرکش شیطان بچ سکے گا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ہم کتاب میں پاتے ہیں کہ اس دن آگ سے ایک رئیس نکلے گا اور وہ بڑی تیز رفتاری سے چلے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے درمیان پہنچے گا اور کہے گا: اے لوگو! مجھے تین کی طرف بھیجا گیا میں انہیں پہچان لوں گا۔ والد کو اس کے بیٹے کے سبب اور بھائی کو اس کے بھائی کے سبب۔ انہیں مجھ سے کوئی پناہ گاہ فائدہ نہیں پہنچا سکے گی اور

marfat.com
Marfat.com

نہ ہی کوئی چھپانے والی شے انہیں مجھ سے چھپا سکے گی۔ یعنی وہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنایا جاتا ہے۔ اور ہر ظلم وستم کرنے والا جابر اور سرکش شیطان (یعنی کوئی بھی انہیں نہیں بچا سکے گا) فرمایا: وہ ان پر لیٹ جائے گا اور انہیں حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جہنم میں پھینک دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک قوم تیزی کے ساتھ جنت کی طرف بڑھے گی۔ تو ملائکہ ان سے کہیں گے تم حساب کے لیے ٹھہر جاؤ۔ تو وہ کہیں گے: قسم بخدا! نہ ہمارے پاس کوئی مال ہیں اور نہ ہی ہم عمال ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے اور میں یہ زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں اس کے عہد کو پورا کروں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـا (مزے سے کھاؤ اور پیو) کیونکہ موت نہیں آئے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا سے مراد اہل کفر ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ ثقیف کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْكَعُوْا کا معنی ہے تم نماز پڑھو۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر اچھے طریقہ سے رکوع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نماز کا ایک خاص مرتبہ اور درجہ ہے۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع نہیں کرتا۔ گویا کہ وہ بدکنے والا اونٹ ہے۔ تو فرمایا: اگر یہ آدمی اسی حالت میں فوت ہو گیا تو یہ اسلام کے طریقوں میں سے کسی پر نہیں مرے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع نہیں کرتا اور دوسرا اس کی چادر کھینچ رہا ہے۔ تو آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے کہا اے ابن مسعود! رضی اللہ عنہ کون سی چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے دو آدمیوں نے ہنسایا ہے۔ ان میں سے ایک وہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا اور دوسرا وہ جس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ کے بارے کہتے تھے کہ قیامت کے دن انہیں سجود کی طرف بلایا جائے گا اور وہ سجود کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو سجدے نہیں کرتے تھے۔ (5) واللہ اعلم۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 56 (23176)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 290، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 291 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com